

بیعت کا مطالبہ کیا اور نہ ہی یزید کی خلافت کو کہیں غلط کہا۔ مدینہ، مکہ اور کربلا تک کسی ایک مقام پر آپ کے کسی خطبے میں یزید کے خلاف کوئی چارج شیٹ نہیں۔ کوفہ کے سبائی منافقوں کے خطوط کی بنیاد پر آپ نے اصلاح احوال کے لیے سفر کا آغاز کیا۔ آپ کو سفر کوفہ سے روکنے والوں میں عبداللہ بن عباس (چچا) عبداللہ بن جعفر طیار (تایا زاد اور یزید کے سر) عبداللہ بن عمر (بھانجا)، محمد بن علی حنفیہ (بھائی) عبداللہ بن زبیر جیسے آپ کے قریبی رشتہ دار اور عظیم لوگ تھے لیکن آپ نے اپنے فیصلہ میں تبدیلی نہ فرمائی۔ ابن زیاد اور شمر سیدنا حسین کے قتل میں براہ راست ملوث و مجرم ہیں۔ شہادت حسینؑ کے بعد سیدنا زین العابدین اور سیدہ سکینہ یزید کے گھر رہے۔ یزید نے قسم کھا کر قتل حسینؑ سے برأت کا بیان دیا اور سیدنا زین العابدین نے یزید کا بیان صفائی قبول کیا۔ یہاں تک کہ یزید نے انہیں ہدایہ اور مال اسباب دے کر محافظوں کے ساتھ ان کی خواہش کے مطابق مدینہ منورہ روانہ کیا۔ سیدنا زین العابدین ۹۵ھ تک حیات رہے۔ انہوں نے یزید کی وفات کے بعد بھی ۳۵ سال تک اس کے خلاف ایک جملہ نہیں فرمایا۔ تب تو وہ کسی جبر کا شکار نہیں تھے۔ جبکہ ابن زیاد اور شمر بھی قتل ہو چکے تھے۔ سیدنا زین العابدین حادثہ کربلا کے عینی شاہد ہیں اور ان کی کوئی گواہی یزید کے خلاف نہیں۔ جبکہ مذکورہ بالا حضرات یزید کی بیعت پر قائم رہے۔

سانحہ کربلا کے سلسلے میں اہل سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ٹھیک اسی طرح دھوکہ دیا گیا جس طرح سیدنا علیؑ کو دھوکہ دے کر شہید کیا گیا۔ اس سانحہ عظیم اور حادثہ فاجعہ کو سمجھنے اور حقیقی سازشی کرداروں سے آگاہی کے لیے شہادت سیدنا عثمانؓ کے محرکات اور اسباب و عوامل کو جانچنا اور مجرموں کو پہچانا ضروری ہے۔ اس سازش کا مرکزی کردار یہودی النسل عبداللہ ابن سبا منافق تھا۔ اسے سیدنا علیؑ کے حکم پر قتل کیا گیا۔ اسی کی سبائی تحریک کے افراد نے سیدنا علیؑ، سیدنا معاویہ اور سیدنا عمر بن عاص پر رمضان ۴۰ھ میں بیک وقت فجر کی نماز کے وقت قاتلانہ حملہ کیا۔ سیدنا علیؑ شہید ہوئے۔ سیدنا معاویہ زخمی ہوئے اور عمر بن عاص بچ گئے کہ اس روز وہ مسجد میں تشریف نہ لائے۔ ان کی جگہ خارجہ بن حدیفہ نماز پڑھا رہے تھے اور وہ شہید ہو گئے۔

سیدنا حسینؑ نے اپنے خطبہ میں خود فرمایا کہ ”میرے گروہ کے افراد نے مجھے دھوکہ دیا“ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفی دھوکہ بازوں، منافقوں اور سبائی تحریک کی سازش کا شکار ہوئے۔ انہوں نے مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر اصلاح احوال کے لیے فرمایا۔ سازش عیاں ہونے پر ثعلبیہ سے کوفہ کی بجائے شام کا رخ اختیار کیا۔ یوں کربلا کا سفر، سفر قصاص مسلم بن عقیل ہے۔ کربلا میں آپ نے فرمایا: ”میں اصلاح احوال کے لیے آیا ہوں“ پھر تین شرائط مفاہمت کی پیشکش ہیں۔ سیدنا حسینؑ نے اگر یزید کی بیعت نہیں کی تو یہ ان کا اجتہادی حق تھا۔ بحیثیت صحابی رسول وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہنے یا اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتے تھے کہ مجتہد دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ چنانچہ مکہ، ثعلبیہ اور کربلا تینوں مقامات پر جوں جوں صورتحال آپ پر واضح ہوتی گئی آپ کا اجتہادی موقف بھی بدلتا رہا۔ اور سازشی کردار بھی واضح ہوتے چلے گئے۔ کربلا میں یقیناً ظلم ہوا۔ اس ظلم میں ملوث سازشی ناقابل معافی ہیں اور سیدنا حسینؑ اور سیدنا زین العابدینؑ کا موقف برحق ہے۔

یزید پر لعنت کا مسئلہ۔ علماء احناف و دیوبند کی نظر میں

علامہ عبدالعزیز فرہاروی رامپوری حنفی (م ۱۲۳۹ھ)

برصغیر کے معروف عالم و مصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی رامپوری حنفی یزید پر لعنت کو غلط فعل قرار دتے ہیں کہ لعن یزید سے روکنے والے اہل سنت کو خارجی قرار دینا قواعد شریعت کے منافی ہے:

لا يجوز لعن كل شخص بفعله فاحط هذا ولا تكن من الذين لا يراعون قواعد الشرح ويحكمون بأن من نهى عن العن يزيده فهو من الخوارج.

ترجمہ: کسی شخص کو اس کے کسی فعل کی بناء پر لعنت ملامت کرنا جائز نہیں۔ پس اس بات کو یاد رکھو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جو قواعد شریعت کا لحاظ نہیں کرتے اور ہر اس شخص پر خارجی ہونے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں جو یزید کو لعن طعن کرنے سے روکتا ہے۔ (اللمبر اس، شرح العقائد، ص ۳۳۲)

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء):

حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے، اگر وہ شخص قابل لعن ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے۔ پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا متحقق نہ ہو جائے، اس پر لعنت نہیں کرنا چاہیے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے۔ لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں، مگر جس کو متحقق اخبار اور قرآن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے۔

اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مؤمن تھا۔ اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحق تھا یا نہ تھا اور ثابت ہو یا نہ ہوا، تحقیق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں۔ لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔

پس جواز لعن اور عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے۔ کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لعن، نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رشید احمد) [مولانا رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، کتاب ایمان اور کفر کے مسائل، ص ۳۵۰] شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء):

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی یزید کے بارے میں فرماتے ہیں:

یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجے اور جزائر بحر ابيض اور بلاد ہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بری افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزما یا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ خود یزید کے متعلق بھی تاریخی روایات مبالغہ اور آپس کے تحالف سے خالی نہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، جلد اول، ص ۲۴۲-۲۵۲، بعد)

مولانا مفتی محمد عاشق الہی بلند شہری (مہاجر مدنی) رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

بہت سے لوگ روافض سے متاثر ہو کر یزید پر لعنت کرتے ہیں۔ بھلا اہل سنت کو روافض سے متاثر ہونے کی کیا ضرورت؟ ان کو اسلامی اصول پر چلنا چاہیے۔ روافض کے مذہب کی تو بنیاد ہی اس پر ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہیں اور یزید اور اس کے لشکر پر لعنت کریں، قرآن کی تحریف کے قائل ہوں اور متعہ کیا کریں۔ اور جب اہل سنت میں پھنس جائیں تو تفتیہ کے داؤ پیچ کو استعمال کر کے اپنے عقیدہ کے خلاف سب کچھ کہہ دیں۔ بھلا اہل سنت ان کی کیا ریس کر سکتے ہیں۔ اہل سنت اپنے اصول پر قائم رہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان ہی اصول میں سے یہ ہے کہ لعنت صرف اس پر کی جاسکتی ہے جس کا کفر پر مرنا یقینی ہو۔ یزید اور اس کے اعوان و انصار کا کفر پر مرنا کیسے یقینی ہو گیا جس کی وجہ سے لعنت جائز ہو جائے؟

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اوّل یہ سوال اٹھایا ہے کہ یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں؟ اس کی وجہ سے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے یا قتل کا حکم دینے والا ہے۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ لہذا یزید پر لعنت کرنا تو درکنار یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا قتل کرنے کا حکم دیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کسی مسلمان کو گناہ کبیرہ کی طرف بغیر تحقیق کے منسوب کرنا جائز نہیں۔ نیز امام غزالیؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مخصوص کر کے یعنی نام لے کر افراد و اشخاص پر لعنت کرنا بڑا خطرہ ہے۔ اس سے پرہیز لازم ہے اور جس پر لعنت کرنا جائز ہو اس پر لعنت کرنے سے سکوت اختیار کرنا کوئی گناہ اور مواخذہ کی چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اہلیس پر لعنت نہ کرے اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ چہ جائیکہ دوسروں پر لعنت کرنے سے خاموشی اختیار کرنے میں کچھ حرج ہو۔ پھر فرمایا فالاشتغال بذکر اللہ اولیٰ فان لم یکن فقی السکوت سلامہ یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا اولیٰ اور افضل ہے۔ اگر ذکر اللہ میں مشغول نہ ہو تو پھر خاموشی میں سلامتی ہے (کیونکہ لعنت نہ کرنے میں کوئی خطرہ نہیں اور نام لے کر کسی پر لعنت کر دی تو یہ پُر خطر ہے کیونکہ وہ لعنت کا مستحق نہ ہوا تو لعنت کرنے والے پر لعنت لوٹ آئے گی۔ پھر کسی حدیث میں مستحق لعنت پر لعنت کرنے کا کوئی ثواب وارد